متفرق طور پر 92 کلو میٹر سے زائد سفر کرنے والا مسافر نہیں

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13253

تاریخ اجراء: 15 رجب المرجب 1445ھ / 27 جنوری 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے ایک کام کے سلسلے میں اپنے شہر سے 50 کلو میٹر دور دوسرے شہر کا سفر کیا، آگے جانے کا ارادہ نہیں تھا وہیں پر کام تھا لیکن وہاں کام نہیں ہوا۔ اس شہر میں رات گزاری پھر اگلے دن اس سے آگے 50 کلو میٹر سفر کر کے دوسرے شہر گیا۔ گھر سے ٹوٹل 100 کلو میٹر سفر کیا، اب وہاں پر سفر کی نماز پڑھوں گا یا پوری نماز؟ پھر اگر وہاں سے ڈائریکٹ اپنے شہر جاتا ہوں تو نماز پوری پڑھوں گا یا قصر؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

کسی بھی شخص کے مسافر ہونے کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ وہ جب اپنے شہر سے نکلے، تو اس کا کم سے کم مسافتِ سفر (یعنی 92 کلو میٹر) سفر کا ارادہ ہو، اگر وہ 92 کلو میٹر سے کم مسافت پر واقع شہر کے ارادہ سے نکلا اور اس شہر پہنچ کر پھر وہاں سے آگے 92 کلو میٹر سے کم مسافت پر واقع شہر کے لئے نکلا، تو مسافر نہیں ہو گا اگرچہ دونوں مسافتیں ملا کر 92 کلو میٹر سے زائد ہو جائیں۔ اس تفصیل کے بعد پوچھی گئی صورت کا حکم یہ ہے کہ جب آپ کام کے سلسلے میں اپنے شہر سے 50 کلو میٹر سفر کر کے ایک شہر گئے پھر وہاں کام نہ ہونے کی صورت میں آگے مزید 50 کلو میٹر سفر کر کے دوسرے شہر گئے، تو اس صورت میں آپ مسافر نہیں ہوئے لہٰذا گھر سے لے کر ان دونوں مقامات پر آپ پوری نماز ادا کریں، قصر نہیں کریں گے۔

واضح رہے کہ یہ حکم جاتے ہوئے نماز ادا کرنے کا ہے البتہ اگر اس دوسری جگہ سے واپسی ڈائریکٹ اپنے شہر جانا ہو اور دونوں کے درمیان 92 کلو میٹر یا اس سے زائد مسافت ہے، تو اب اس شہر اور اس کے مضافات سے نکلنے کے بعد آپ مسافر کہلائیں گے اور اپنے شہر پہنچنے سے پہلے درمیان میں کوئی چار رکعت والی فرض نماز آتی ہے، تو اس کو ادا کرتے ہوئے قصر کریں گے۔

بدائع الصنائع میں مسافر ہونے کی شرائط بیان کرتے ہوئے علامہ ابو بکر کاسانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”والثاني: نية مدة السفر لأن السير قد يكون سفرا وقد لا يكون؛ لأن الإنسان قد يخرج من مصره إلى موضع لإصلاح الضيعة ثم تبدو له حاجة أخرى إلى المجاوزة عنه إلى موضع آخر ليس بينهما مدة سفر ثم وثم إلى أن يقطع مسافة بعيدة أكثر من مدة السفر لا لقصد السفر فلا بد من النية للتمييز“ یعنی دوسری شرط یہ ہے کہ مدتِ سفر کی نیت ہو، کیونکہ چلنا کبھی سفر شرعی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا، کیونکہ انسان کبھی اپنے شہر سے زمین کی اصلاح کے لئے کسی جگہ کی طرف نکلتا ہے پھر اس کو وہاں سے آگے دوسری جگہ جانے کی الگ حاجت درپیش ہوتی ہے جن دونوں کے درمیان مدتِ سفر نہیں پھر وہاں سے اور آگے نکلتا ہے یہاں تک کہ مدتِ سفر سے بھی زیادہ مسافتِ بعیدہ طے کر جاتا ہے حالانکہ سفر کا ارادہ نہیں ہوتا، تو اس لئے امتیاز کے لئے نیت کا ہونا ضروری ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد1، صفحہ94، مطبوعہ: بیروت)

درمختار و حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: واللفظ فی الھلالین للدر المختار: ”(من طاف الدنیا بلا قصد) ای ثلاثۃ تامۃ بان قصد بلدۃ بینہ و بینھا یومان للاقامۃ بھا فلما بلغھا بدا لہ ان یذھب الی بلدۃ بینہ و بینھا یومان وھلم جرا (لم یقصر)“ یعنی جس نے دنیا گھوم لی تین کامل دن کے قصد کے بغیر اس طرح کہ اس نے ایک شہر کا قصد کیا وہاں رہنے کے لئے اس کے اور اس شہر کے درمیان دو دن کی مسافت ہے، پھر جب یہ وہاں پہنچا تو اس کو ایک دوسرے شہر جانے کی حاجت ہوئی اس کے اور اس شہر کے درمیان بھی دو دن کی مسافت ہے اور اسی طرح چلتا رہا، تو نماز میں قصر نہیں کرے گا۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، جلد2، صفحہ 570، مطبوعہ: بیروت)

رد المحتار و البحر الرائق میں ہے: ”لو طاف الدنيا من غير قصد إلى قطع مسيرة ثلاثة أيام لا يترخص، وعلى هذا قالوا: أمير خرج مع جيشه في طلب العدو، ولم يعلم أين يدركهم فإنهم يصلون صلاة الإقامة في الذهاب، وإن طالت المدة وكذلك المكث في ذلك الموضع أما في الرجوع، فإن كانت مدة سفر قصروا“ یعنی تین دن کی مسافت طے کرنے کا قصد کئے بغیر اگر دنیا گھوم لی، تو اسے (مسافر والی) رخصت نہیں ملے گی۔ اور اسی بنا پر فقہا نے فرمایا: حاکم اپنے لشکر کے ساتھ دشمن کی تلاش میں نکلا اور اسے معلوم نہیں کہ وہ دشمنوں کو کہاں تک پالے گا، تو وہ جانے میں مقیم کی نماز پڑھیں گے اگرچہ مدت طویل ہو جائے اور اسی طرح اس جگہ میں ٹھہرنا طویل ہو جائے، البتہ واپسی میں اگر مدتِ سفر ہو، تو قصر کریں گے۔ (البحر الرائق، جلد2، صفحہ 139، مطبوعہ: بیروت)

حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں ہے:”لو قصد السياحة أو ذهب صاحب جيش لطلب عدو أو ذهب لطلب آبق أو غريم ولم يعلم أين يدركه أتم في الذهاب وفي موضع المكث وإن طالت المدة أما في الرجوع فإن كانت مدة سفر قصر وإلا لا“یعنی اگر سیاحت کا قصد ہو یا لشکر دشمن کی تلاش میں گیا یا بھگوڑے یا مقروض کی تلاش کے لئے گیا اور معلوم نہیں کہ اسے کہاں پائے گا، تو جانے میں اور ٹھہرنے کی جگہ میں نماز پوری پڑھے گا اگرچہ مدت طویل ہو جائے، بہر حال واپسی میں اگر سفر کی مدت ہو، تو قصر کرے گا ورنہ نہیں۔(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ 422۔423، مطبوعہ:بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے:”سفر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادے سے نکلا وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ ہوا کہ وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے، یوہیں ساری دنیا گھوم آئے مسافر نہیں“(بہارِ شریعت، جلد1، صفحہ743، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net